تحفظ ناموسِ رسالت محاذ پر جدوجہد اور شاندار کامیابی

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

تحریک تحفظ ناموس رسالت کی شاندار کامیابی اور وطن عزیز کے غیور مسلمانوں کو جو فتح مبین نصیب ہوئی، اس پر اللہ رب العزت کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس تحریک کی کامیابی پر پاکستان کی پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے، بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تحریک ناموس رسالت کے قائدین و کارکنان اور اس تحریک میں شامل تمام جماعتیں، ان جماعتوں کے قائدین وکارکنان، اس تحریک میں انفرادی، اجتماعی اور جماعتی حیثیت سے حصہ لینے والے تمام عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائق صد تحسین ہیں، جن کی شبانہ روز محنت کے نتیجے میں وطن عزیز ایک بڑے بحران سے بچ گیا اور حکومت کو ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم نہ کرنے کا اعلان کرنا پڑا۔ اگر اس موقع پر حکومت بالخصوص وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور وفاقی وزیر قانون ڈاکٹر بابر اعوان کے کردار کی تعریف نہ کی جائے تو یقیناً ناانصافی ہوگی، جنہوں نے عوامی اضطراب کو محسوس کرتے ہوئے ایک ایسا فیصلہ کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا، جس سے وطن عزیز کے مستقبل پر یقیناً مثبت اور دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔

حالیہ تحریک ناموس رسالت کا آغاز ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کی ایک خاتون آسیہ مسیح کی طرف سے شان اقدس میں گستاخی کے بعد ہوا، آسیہ مسیح نے شان اقدس میں جو ہرزہ سرائی کی، اسے نوک قلم پر نہیں لایا جاسکتا۔ اس نے گاؤں کی پنچائیت اور پھر سیشن جج کی عدالت میں اپنے جرم کا اعتراف کیا، جس کے نتیجے میں اسے سزا سنادی گئی تھی، اس کے ورثا کو اگر اس فیصلے پر اطمینان نہیں تھا تو ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہائی کورٹ سے رجوع کیا جاتا، اگر ہائی کورٹ بھی یہ فیصلہ برقرار رکھتی تو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جاتی اور اگر سپریم کورٹ سے بھی موت کی سزا سنادی جاتی، تب صدر مملکت سے معافی کی درخواست کی جاتی لیکن سابق گورنر پنجاب نے اس عدالتی پراسس کو ہائی جیک کرتے ہوئے درمیان سے ہی اس معاملے کو اچک لیا اور وہ جیل جا پہنچے، جہاں آسیہ مسیح کے ساتھ پریس کانفرنس کرتے ہوئے اس کا بھرپور ساتھ دینے کا اعلان کیا اور اس

کی سزا معاف کروانے کے عزم کا اظہار کیا۔ بعد میں سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے انسداد توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون قرار دیا، جس کی وجہ سے عوامی اشتعال میں مزید اضافہ ہوا۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض نام نہاد این جی اوز نے اس ناموس رسالت کے قانون کے خلاف مہم جوئی شروع کردی، بعض لبرل فاشسٹ اور لبرل انتہا پسند میدان میں کود پڑے اور انہوں نے ٹی وی مباحثوں، اخباری کالموں اور دیگر مقامات پر اس قانون کو ہدف تنقید بنانا شروع کردیا۔ انسداد توہین رسالت کے قانون کے خلاف پانچ ستارہ ہوٹلوں میں سیمینار منعقد ہونے لگے، آسیہ مسیح کی رہائی کے لئے این جی اوز کی خواتین کے چھوٹے موٹے مظاہروں کا سلسلہ چل نکلا اور اس گروہ کی پشت پناہی کرنے والے بعض میڈیا گروپوں نے ان مظاہروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا شروع کردیا۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ ایک حکومتی خاتون رکن اسمبلی نے اس بل میں ترمیم کے لئے ایک بل تیار کرلیا ہے اور وہ اسے پارلیمنٹ میں پیش کرنے کے لئے پر تول رہی ہیں، اسی اثناء میں وفاقی وزیر اقلیتی امور کی سربراہی میں انسداد توہین رسالت کے قانون پر نظر ثانی کے لئے ایک کمیٹی کے قیام کا شوشہ چھوڑا گیا۔

یہ صورتحال ہمارے لئے خاصی تشویش ناک تھی۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان میں انسداد توہین رسالت قانون کی موجودگی از حد ضروری ہے، اس لئے کہ اس قانون نے بہت سے فساد اور قتل وغارت کا دروازہ بند کررکھا ہے، چنانچہ نہ صرف یہ کہ پاکستان کی سطح پر اس قانون کو ہر قسم کی قطع وبرید سے حفاظت کرنا ضروری ہے، بلکہ عالمی سطح پر بھی ایک ایسے قانون کی بڑی ضرورت ہے، جس سے تمام قابل احترام مذہبی شخصیات بالخصوص حضرات انبیائے کرام کی عزت وناموس کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔

پوری دنیا بالخصوص پاکستان میں فساد وانتشار پھیلانے کی خواہاں قوتوں کی دیرینہ خواہش رہی ہے کہ وہ انسداد توہین رسالت قانون کو ختم یا اسے غیر موثر کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔ ایسی قوتوں کے لئے آسیہ مسیح سونے کی چڑیا ثابت ہوئی اور سابق گورنر پنجاب کی طرف سے پھینکے گئے پہلے پتھر کے بعد ایسی قوتیں حرکت میں آگئیں اور ہمیں بخوبی اندازہ ہوگیا کہ یہ مخصوص لابی اپنے دیرینہ ایجنڈے کی تکمیل اور اس قانون کے خاتمے کے لئے اس وقت کس حد تک جاسکتی ہے، کیونکہ اس لابی کے خیال میں اس قانون پر آخری اور کاری ضرب لگانے کے لئے یہ ایک آئیڈیل موقع تھا اور وہ اس طرح کہ ایک طرف پنجاب میں سب سے اہم آئینی عہدہ سلمان تاثیر کے پاس تھا، جو اس لابی کے پرانے مہربان، بلکہ رہنما سمجھے جاتے تھے۔ دوسری طرف پیپلز پارٹی اقتدار میں تھی اور اس پارٹی سے ہمیشہ سیکولر انتہا پسند بہت سی توقعات وابستہ کرلیتے ہیں۔ ادھر عالمی سطح پر بھی اس معاملے میں پاکستان پر بہت زیادہ دباؤ تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل آزار، شر انگیز اور توہین آمیز خاکے بنانے والے گروہ نے عالمی طاقتوں اور رائے عامہ کو اس بری طرح یرغمال بنا رکھا ہے کہ ان کی طرف سے بھی مسلسل ناموس رسالت کے خلاف غوغا آرائی جاری تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ مسیحی برادری کو اس قانون سے ڈرا کر باقاعدہ فریق بنالیا گیا اور اس معاملے کو مسلم مسیحی محاذ آرائی کا رنگ دینے کی کوشش کی جانے لگی اور پھر آزادی اظہار رائے اور حقوق نسواں کے خوش نما نعروں کی آڑ میں اس قانون کے خلاف معرکہ آرائی بھی جاری تھی، اس لئے ہم نے بھی اس معاملے کو بگاڑ کی طرف جانے سے بچانے کے لئے مجبوراً میدان

عمل میں نکلنے کا ارادہ کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سے گزارش کی کہ ناموس رسالت کے معاملے میں آل پارٹیز کانفرنس بلانی چاہئے۔ وہ ذرا گومگو کی کیفیت میں تھے اور انہیں یہ فکر لاحق تھی کہ آل پارٹیز کانفرنس کی کامیابی کیسے یقینی بنائی جائے گی لیکن جب انہیں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی اور کانفرنس کی کامیابی کی ذمہ داری لی تو یہ طے پایا کہ 15 دسمبر کو اسلام آباد میں آل پارٹیز تحفظ ناموس رسالت کانفرنس منعقد کی جائے گی۔

15 دسمبر کو منعقد ہونے والی کانفرنس ایک یادگار کانفرنس تھی جس میں ملک بھر کی تمام اہم مذہبی اور سیاسی جماعتوں نے بھرپور انداز سے شرکت کی۔ اس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ 24 دسمبر کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے جائیں گے۔ کانفرنس کے فیصلے کے مطابق 24 دسمبر کو ملک بھر میں مظاہرے ہوئے۔ 31 دسمبر کو تاریخ ساز شٹر ڈاؤن ہڑتال ہوئی، پھر 7 جنوری کو کراچی میں عظیم الشان ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ 30 جنوری کو لاہور میں عظیم الشان ریلی نکالی گئی۔ اس تحریک کے دوران مسلمانان پاکستان اور تحریک تحفظ ناموس رسالت کے قائدین و کارکنان کے تین بڑے مطالبات تھے، پہلا مطالبہ یہ تھا کہ حکومت انسداد توہین رسالت قانون میں ہر قسم کی ترمیم و تحریف سے باز رہے۔ وزیر اعظم اسمبلی فلور پر پالیسی بیان دیں اور باضابطہ طور پر یہ اعلان کیا جائے کہ اس قانون میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جا رہی۔ دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ حکومتی خاتون رکن اسمبلی کی طرف سے تیار کیا گیا ترمیمی بل غیر مشروط طور پر واپس لیا جائے اور تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی کی سربراہی میں بننے والی اس مبینہ کمیٹی کو تحلیل کیا جائے جس کو قانون ناموس رسالت پر ''نظر ثانی'' کا ٹاسک دیا گیا تھا۔

ان تینوں مطالبات کو منوانے کے لئے عوامی سطح پر احتجاجی تحریک جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ ہم نے مختلف محاذوں پر کام جاری رکھا۔ اس تحریک کے دوران جو چیز سب سے زیادہ اہمیت کی حامل تھی، وہ یہ کہ مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کے مابین اتحاد و اتفاق کی فضا برقرار رہے اور ناموس رسالت قانون کے خاتمے کے لئے سرگرم عمل اندرون و بیرون ملک موجود قوتوں کو یہ بتایا جائے کہ ناموس رسالت کے معاملے میں تمام لوگ متحد و متفق ہیں، اس حوالے سے ہم نے ایثار سے بھی کام لیا اور احتیاط سے بھی، جہاں کہیں دو مکاتب فکر یا دو جماعتوں کے درمیان کسی قسم کی دوریوں یا غلط فہمی کی اطلاع ملی، اس کے تدارک کی کوشش بھی کی اور صلح صفائی کا اہتمام بھی کیا، اس کے ساتھ ساتھ میڈیا مہم میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والی اہم شخصیات سے انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں کر کے انہیں اس معاملے کی حساسیت و نزاکت سے آگاہ کرنے کی کوشش کی اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کی ذہن سازی کا اہتمام بھی کیا۔ وفاق المدارس کے ملک بھر میں پھیلے ہوئے مدارس کے اساتذہ و طلباء، وفاق المدارس کے فضلاء اور ائمہ و خطباء نے ملک بھر میں منعقد ہونے والی ریلیوں، کانفرنسوں، جلسوں اور مظاہروں کی بھرپور کامیابی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اہم محاذ جسے ہمارے اکابر کبھی بھی نظر انداز نہیں کرتے تھے، اس پر بھی ٹوٹی پھوٹی محنت کی کوشش کی اور وہ تھا اہم حکومتی شخصیات، پالیسی سازوں اور ارکان پارلیمنٹ و سینیٹ کے ساتھ رابطہ کاری کا محاذ، وزیر اعظم پاکستان سمیت ملک کے اہم اور کلیدی عہدوں پر فائز شخصیات کے ساتھ اس تحریک کے دوران مسلسل رابطہ رہا اور

انہیں اس اہم ترین معاملے میں قرآن وسنت، دلائل ومنطق اور ملکی مفادات وترجیحات کی روشنی میں درست فیصلے اور صحیح نتیجے تک پہنچانے کے لئے اپنی بساط کے مطابق کوششیں جاری رکھیں۔ یوں تو ہر اہم شخصیت اور جماعت نے اس مبارک تحریک میں بھرپور انداز سے حصہ لیا مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں خصوصیت کے ساتھ مولانا فضل الرحمان کی کاوشوں کا ذکر نہ کرنا یقیناً ناانصافی ہوگی۔ انہوں نے اس تحریک میں بہت ہی فعال، موثر اور نتیجہ خیز کردار ادا کیا۔ اپنے کئی بیرونی اسفار ملتوی کیے۔ حکومت کے ساتھ محاذ آرائی، جدال اور ڈیڈ لاک کے باوجود ناموس رسالت کے معاملے میں اہم حکومتی شخصیات کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہے اور انہیں قائل کرنے اور صحیح فیصلہ کرنے پر آمادہ کرنے میں بلاشبہ مولانا نے کلیدی کردار ادا کیا۔

تین ماہ کی انتھک جدوجہد کے بعد بالآخر حکومت کی طرف سے پوری قوم بالخصوص تحریک ناموس رسالت کے قائدین کے مطالبات کی روشنی میں مبنی برحقیقت موقف کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ اس کی سبیل کچھ یوں بنی کہ قانون ناموس رسالت کے حوالے سے شروع ہونے والے جملہ امور کے سلسلے میں حکومت نے وفاقی وزارت قانون سے مشاورت طلب کی۔ وفاقی وزارت قانون کی طرف سے ناموس رسالت کے معاملے میں قرآن وسنت، تاریخی حوالوں، عالمی قوانین وغیرہ کی روشنی میں ایک جامع، پرمغز، دلائل سے مزین اور مبنی برحق سفارشات پر مشتمل دستاویز وزیراعظم اور دیگر ارباب حل وعقد کی خدمت میں پیش کی گئی، جس دستاویز پر اگلے کالم میں گفتگو کی جائے گی، ان شاء اللہ) اس کی روشنی میں عزت مآب وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان نے جو تحریری آرڈر جاری کیا۔ اس کے بارے میں انہوں نے نہ صرف یہ کہ فون کر کے راقم الحروف کو آگاہ کیا بلکہ فوری طور پر اس آرڈر کی کاپی فیکس بھی کروائی جس میں لکھا گیا تھا کہ "وزیراعظم پاکستان نے وزیر قانون وانصاف و پارلیمانی امور کی تجاویز کی بخوشی منظوری دے دی ہے..... تمام متعلقہ وزارتوں کو ضروری اقدامات کی ہدایت کی جاتی ہے...... منظور شدہ تجاویز کی کاپی الگ سے ارسال ہے۔" اس کے بعد وزیراعظم نے نہ صرف یہ کہ اسمبلی فلور پر پالیسی بیان میں اعلان کیا کہ حکومت ناموس رسالت قانون میں کسی قسم کی ترمیم وتحریف کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی، بلکہ انہوں نے اپنی پارٹی کی خاتون رکن کو بھی اس قانون کے حوالے سے ترمیمی بل واپس لینے کا حکم دے دیا جس پر مذکورہ خاتون نے اپنا بل واپس لے لیا اور وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی کے بارے میں بتایا کہ ایسی کسی کمیٹی کا اول تو کوئی نوٹیفکیشن ہی جاری نہیں ہوا اور اگر بالفرض ایسی کوئی کمیٹی موجود بھی ہے تو وہ تحلیل کی جاتی ہے۔

یوں اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے وطن عزیز ایک بہت بڑے بحران سے محفوظ ہو گیا ہے اور اسلامیان پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے قائدین اور کارکنان کو اللہ رب العزت نے فتح مبین عطا فرمادی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اعجاز ملاحظہ کیجئے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی رہنما قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کو اللہ تعالیٰ نے مسئلہ ختم نبوت کو حل کرنے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قادیانیوں کو کافر قرار دلانے کا اعزاز عطا فرمایا اور انہی کی پارٹی کے دور اقتدار میں ناموس رسالت کے معاملے پر مہر تصدیق وتائید ثبت کروائی۔............................☆